از سید اعظم رضوی

متبع کاملِ رسولؐ صدیقِ اکبرؓ

محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وُہ کفار پر سخت اور آپس میں رحمدل ہیں۔ تم جب دیکھو گے انہیں رکوع و سجود (اور خوشنودیٔ خداوندی کی طلب) میں مشغول پاؤ گے۔ سجود کے اثرات ان کے چہروں پر موجود ہیں جن سے وُہ الگ پہچانے جاتے ہیں۔" (سورۃ الفتح آیت ۲۹ رکوع ۳)

یہ ہے ان برتر اور عظیم ہستیوں کی تعریف جسے خداوند کریم نے اپنے کلام حکیم میں بیان فرمایا ہے۔ یہ وُہ ہستیاں ہیں جن کے شب و روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سایۂ رحمت اور دامنِ شفقت میں گزرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرماتے تو پانی زمین پر نہ گرنے پاتا۔ اصحابِ رسول اللہ اسے اپنے ہاتھوں اور چہروں پر مل لیتے۔ آپؐ گفتگو فرماتے تو یُوں خاموش وساکت ہو جاتے جیسے جسم سے رابطۂ حیات منقطع ہو گیا ہو۔

ہم نوعِ انسانی کی تاریخ پر ایک نظر ڈالتے ہیں تو ابتدائے آفرینش سے اب تک ہمیں اس میں دولت و ثروت، جاہ و حشمت، قوت و جبروت، حکومت و سلطنت اور حسن و جمال کی بڑی اہمیت و افادیت نظر آتی ہے اور کچھ یُوں محسُوس ہوتا ہے جیسے زندگانی کا منتہائے مقصود اور عروج و کمال اسی دائرے میں قید ہے لیکن جب ہم نظر کی وسعت اور فکر کی گہرائی سے جائزہ لیتے ہیں تو اس حقیقت کا ادراک ہوتا ہے کہ وُہ لوگ جو سلطنتوں کے نہیں دلوں کے فاتح تھے جن کی زندگیاں رضائے الٰہی کے حصول میں کٹیں، جن کی محبتیں خدا کے لیے، نفرتیں خدا کے لیے، عداوتیں خدا کے لیے اور حکومتیں خدا کے لیے تھیں ——— وُہ نوعِ انسانی کی تاریخ میں اس مقام پر پہنچے کہ نہ صرف اس زندگی میں بلکہ اپنی آئندہ زندگی میں

بھی معراج کو پا گئے۔ جن کے بارے میں کلام الٰہی نے گواہی دی؛

"بیشک جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے وہی تمام مخلوق میں سب سے بہتر ہیں۔ ان کا صلہ ان کے رب کے پاس ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ یہ اس کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرے۔" (البینہ: ۸)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رفقاء کو سیرت و کردار کے اس سانچے میں ڈھالا کہ تاریخ انسانی کا کوئی باب ایسے عظیم المرتبت اور جلیل القدر انسانوں کی مثال پیش نہیں کرسکتا۔ اسی چشمۂ حیات سے سیراب ہونے والوں میں صدیق اکبرؓ کا بزرگ تر مقام ہے جو نہ صرف جانشین رسولؐ تھے بلکہ محبِ رسولؐ بھی تھے جن کی زندگی کا ہر لمحہ اتباعِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں گزرا اور ہمیں صحیح معنوں میں اتباعِ رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا سبق دے گیا اگر ہم انہیں متبع کامل رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ کر پکاریں تو مبالغہ نہ ہوگا۔ آپ کا شجرہ آٹھویں پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔

نام و کنیت و پیشہ؛

آپ کا نام عبداللہ اور کنیت ابوبکر تھی۔ آپ کے والد کی کنیت ابوقحافہ اور نام عثمان بن عامر تھا۔ آپ کی والدہ کی کنیت ام الخیر تھی اور نام سلمیٰ۔ بعض روایات میں صدیق اکبرؓ کا نام عبدالکعبہ اور عتیق بھی آیا ہے اور وجہ تسمیہ یہ بتائی جاتی ہے کہ آپ کی والدہ کے لڑکے جیتے نہ تھے جس کی وجہ سے انہوں نے خانہ کعبہ میں جا کر منت مانی تھی اور اسی نسبت سے آپ کا نام عبدالکعبہ یعنی کعبہ کا بندہ رکھا گیا۔ دوسری روایت میں جو عتیق کے بارے میں ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ عتیق کے لغوی معنی آزاد کردہ غلام کے ہیں اور آپ نے موت سے رہائی پائی تھی اس لیے جوان ہونے پر اسی نام سے مشہور ہوئے۔ عتیق ہی کے بارے میں ترمذی کی روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ھذا عتیق اللہ من النار"

"یہ بندہ آگ سے آزاد شدہ ہے!"

کنیت کے بارے میں بعض مورخین کی آراء ہیں کہ "بکر" عربی لغت میں جوان اونٹ

کو کہا جاتا ہے اور آپؓ کو اونٹوں سے بہت دلچسپی تھی یہاں تک کہ ان کے پورے پورے شجرے ازبر تھے۔ اسی وجہ سے آپ ابوبکرؓ کی کنیت سے مشہور ہوئے۔

آپ کا آبائی پیشہ تجارت تھا، اپنے پیشے میں انتہائی امانتدار اور راست باز واقع ہوئے تھے۔

شادی:

آپ کی شادی قتیلہ بنت عبدالعزیٰ سے ہوئی جن کے بطن سے آپ کے صاحبزادے عبداللہ اور صاحبزادی اسماء ہوئے۔ اسماء کا لقب ذات النطاقین قرار پایا۔ دوسری شادی ام رومان سے ہوئی جن کے بطن سے عبدالرحمٰن اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئے۔ حضرت عائشہؓ کو ام المومنین ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ہجرت مدینہ کے بعد حبیبہ بنت خارجہ سے اور پھر اسماء بنت عمیس سے شادی ہوئی جن کے بطن سے محمد بن ابوبکر پیدا ہوئے۔

قبولِ اسلام سے قبل سیرت و کردار:

ظہور اسلام سے قبل آپ فسق و فجور کی آلودگی سے پاک تھے۔ زمانۂ جاہلیت میں شراب کا قطرہ تک آپ کے حلق سے نیچے نہیں گیا۔ مشرکین کے اکثر عقائد سے اجتناب برتتے تھے۔ فسق و فجور کے ان اندھیروں میں جبکہ دعوتِ گناہ سر بازار تھی، فحاشی و بے حیائی بال کھولے ناچ رہی تھی اور اس پر طرّہ یہ کہ گناہ کو گناہ نہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ لذاتِ انسانی کا بیان بیباکانہ اور فخریہ کیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ خانہ کعبہ کی دیوار پر اپنے ان لفظی کارناموں کو ہر خاص و عام سے داد وصول کرنے کے لیے آویزاں کر دیا جاتا تھا۔ ظلمت و گمراہی کے اس دور میں آپ کا دامنِ عفت و عصمت محفوظ رہا۔ ہمدردی، غمگساری، پاکیزگی، راست بازی، دیانت، امانت، شرافت، صداقت، محبت و اخوت جیسے اوصافِ حمیدہ سے آپؓ کی ذات بابرکات معمور تھی۔ آپؓ اخلاقِ حسنہ کا کامل نمونہ تھے جسے اہلِ مکہ بھی تسلیم کرتے تھے۔

جب ہم آپ کے سیرت و کردار کا تفصیلی جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں آپ کی ذات میں عکسِ محمدیؐ نظر آتا ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے کے بعد جو الفاظ کہے تھے ویسے ہی الفاظ ابن الدغنہ نے قریش مکہ کے سامنے حضرت ابوبکرؓ کے متعلق کہے کہ:

"وہ فقراء ومساکین کے دستگیر ہیں، گمشدہ نیکیوں کو بجالاتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، مہمان نواز ہیں، حق کی راہ میں جو لوگ مصائب جھیلتے ہیں ان کے مددگار ہیں۔" (انسائیکلوپیڈیا آف اسلام)

قبل از اسلام رفعتِ کردار اور پاکیزگیٔ اخلاق کا یہ حال تھا کہ ایک شخص آپ کو اپنے ساتھ لیے جا رہا تھا۔ راستے میں آپ سے کہنے لگا، "اس رستے میں بہت سے بدکردار اور آوارہ لوگ رہتے ہیں۔" آپؓ یہ سنتے ہی فوراً واپس پلٹ آئے اور فرمایا، "میں ایسے راستے سے گزرنا پسند نہیں کرتا ہوں۔" یہ تھا صدیق اکبرؓ کا اس وقت کا کردار، جب کوئی ضابطۂ اخلاق نہ تھا اور حیات گمراہی کی تاریکیوں میں بھٹک رہی تھی۔

صدیقِ اکبرؓ کا قبولِ اسلام:

آپ خدیجہ بنت خویلد کے محلّے میں رہتے تھے۔ وہیں اس رفیقِ صادق کی ملاقات سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہوئی۔ عبداللہ ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ دو سال چھوٹے تھے۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شام تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں سفر کی تھکان دُور کرنے کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیری کے نیچے قیام فرمایا، پاس ہی ایک راہب بیٹھا تھا ابوبکرؓ اس کے پاس جا بیٹھے، اُس نے پُوچھا، "یہ نوجوان کون ہے"؟ ابوبکرؓ نے فرمایا، "محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب!" اس پر راہب بولا، "خدا کی قسم! یہ نبی ہوگا۔ چونکہ عیسیٰؑ کے سوا اس درخت کے نیچے محمدؐ کے علاوہ کوئی نہیں بیٹھ سکتا۔" اس کے بعد آپؓ ہمیشہ سفر و حضر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب رہنے کی کوشش کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو رسول اللہ پر وحی کے نازل ہونے کا علم ہوا تو فوراً بارگاہِ نبویؐ میں حاضر ہوئے اور کلمۂ حق ادا کیا۔ آپ آزاد مردوں میں پہلے مرد ہیں جنھوں نے اسلام قبول کیا، اسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"انہوں نے بغیر کسی تامل کے فوراً میری آواز پر لبیک کہی"

اس طرح بلا تامل ایمان لے آنا یہ جانتے بوجھتے کہ پوری قوم کی مخالفت مول لینی پڑیگی ایک انتہائی جرأت مندانہ اقدام ہے اور یُوں بلا دلیل کسی شخص پر حق کا واضح ہو جانا اللہ تعالیٰ کا اس پر خصوصی انعام ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؓ پر حق القاء کیا تو غلط

نہ ہو گا۔

مصائب و آلام:

ابھی انتالیس افراد ہی دائرہ اسلام میں داخل ہونے کا شرف حاصل کر [illegible] تھے کہ صدیق اکبرؓ نے خود کو ظاہر کرنے کی خواہش کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصلحتاً [illegible] رہنا چاہا لیکن جرأت ایمان بیباک تھی۔ نڈر اور دلیر تھی، اصرار کرتی رہی [illegible] حضور [illegible] نے اجازت دے دی۔ آپؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ خانہ کعبہ میں آکر بیٹھ گئے۔ حضرت ابو بکرؓ خطبہ دینے کے لیے اُٹھے۔ اس اثناء میں مشرکین کو بھی خبر ہو گئی۔ انہوں نے آکر مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ اور سب صحابہؓ کرام کو بہت بیدردی سے [illegible] کیا۔

عتبہ بن ربیعہ ایک شقی القلب نے ابو بکرؓ کو [illegible] کہ [illegible] چہرے سے مل گئی اور آپؓ بے ہوش گئے۔ آپ کے قبیلے والوں کو اس واقعہ کی خبر ہوئی، وہ آئے اور آپؓ کو چھڑا کر گھر لے گئے۔ جب آپؓ کو ہوش آیا تو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کیا۔ اس پر اہل قبیلہ ناراض ہوئے اور آپ کو بُرا بھلا کہتے ہوئے چلے گئے۔ آپؓ نے اپنی والدہ سے یہی سوال کیا، وہ بھی جواب نہ دے پائیں۔ آخر حضرت عمرؓ کی بہن ام جمیل نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیریت سے ہیں۔

آپ نے کہا، اس وقت تک کچھ نہ کھاؤں پیوں گا۔ جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روئے مبارک نہ دیکھ لوں۔ ام جمیل نے کہا، ذرا رات ہو لینے دیجیے۔

پھر آپؓ ام جمیل اور اپنی والدہ کے سہارے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے، رسول اللہ نے آپ کو دیکھتے ہی گلے لگا لیا۔ اسی موقع پر آپ کی والدہ ام الخیر بھی ایمان لے آئیں۔

صدیق کا لقب:

صدقہ اس عطیہ کو کہتے ہیں جو اللہ کی رضا جوئی اور خوشنودی کی خاطر پورے خلوص اور سچائی سے دیا جائے۔ یہ لفظ صدق سے مشتق ہے اور اس سے صادق نکلا ہے جس کے معنی ہیں "سچا" اور صدیق کے معنی ہیں "بہت سچا"، صدیق کی تعریف خود خدا تعالیٰ نے سورۃ الحدید کی انیسویں آیت میں یوں فرمائی ہے:

"جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے وہی اپنے رب کے نزدیک

صدیق و شہید ہیں۔"

جب رسول اللہ معراج پر تشریف لے گئے اور پھر آپ نے اس کا بیان فرمایا تو ایک کافر نے صدیق اکبرؓ سے مسرّاً ذکر کیا، "محمدؐ کہتے ہیں، وہ ایک رات میں بیت المقدس سے ہو آئے ہیں" آپؓ نے فرمایا، اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بھی بڑی بات کہتے تو بعید نہ تھا اور یوں کسی دلیل و حجت کے بغیر آپ نے اس واقعہ کی تصدیق کردی، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو صدیق کا لقب عطا فرمایا۔

ہجرت مدینہ:

کفار مکہ کی ایذا رسانیاں حد سے بڑھ گئیں تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت مدینہ کا قصد کیا۔ قبل ازیں رسول اللہ کی اجازت سے کچھ افراد ہجرت کر چکے تھے۔ صدیق اکبرؓ نے بھی ہجرت کی اجازت طلب کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ابھی ایسا نہ کرو، شاید اللہ تعالیٰ تمہارا کوئی ساتھی پیدا کر دے جو ہجرت کے موقع پر تمہارے ساتھ ہو"

اور پھر ساتھی بھی ملا تو وہ ملا جو اللہ کا محبوب تھا۔ انسانیت کا محسن تھا اور روز محشر میں ذریعۂ شفاعت ہے، ابوبکرؓ جانتے ہیں کہ دار الندوہ میں نعوذ باللہ قتل محمدؐ کا منصوبہ تیار ہو چکا ہے لیکن جرأت و ہمت کا وہ پیکر عظیم، محب صادق دو تیز رفتار اونٹنیوں کی ایک [illegible] سے پرورش کر رہا تھا کہ ادھر رسول اللہ کا حکم ہو ادھر زاد سفر تیار ملے۔ آخر وہ لمحہ آیا اور پھر ابوبکرؓ اس بلندی پر فائز ہوتے کہ قرآن نے برملا کہہ دیا:

"اللہ اس کی مدد اس وقت کر چکا ہے جب کافروں نے اسے نکال دیا تھا جب وہ صرف دو میں کا دوسرا تھا، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا غم نہ کر، اللہ ہمارے ساتھ ہے، اس وقت اللہ نے اس پر اپنی طرف سے سکون نازل کیا۔

(جاری ہے)